تزکیہ نفس ہے تو پھر مولانا بھی اس کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح کہ کسی مسلمان کو ہونا چاہیے۔ یہ چیز تو اس کے دین و ایمان کا عین تقاضا ہے اور اسی سے ایک مسلمان اپنے مالک اور خالق کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرتا ہے۔ اسی سے اس کے اندر اخلاص اور بے لوثی پیدا ہوتی ہے اور اسی راہ پر چل کر وہ صبر و ثبات جیسی لازوال نعمت پاتا ہے۔ لیکن اگر تصوف سے مراد اشراقی، رواقی، زرتشتی اور ویدانی فلسفوں کا وہ ملغوبہ ہے جس میں مشرکانہ تخیلات اور اعمال تک خلط ملط ہو گئے ہوں تو اس تصوف کے مولانا نہ صرف قائل ہی نہیں بلکہ سخت مخالف ہیں اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑنا خدمتِ دین سمجھتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب اس موضوع پر کامیاب کوشش ہے۔ اندازِ بیان بڑا سنجیدہ اور باوقار ہے۔ اگر کوئی شخص نیک نیتی سے مولانا مودودی کے اس موقف کو سمجھنا چاہے تو اس میں اسے نہایت ہی قابلِ اطمینان مواد مل سکتا ہے۔

اقبال کا سیاسی کارنامہ | ناشر: کاروانِ ادب کراچی۔ مصنف: محمد احمد خاں ایم اے، ایل ایل بی قیمت چھ روپے صفحات ۵۲۳ ۔طباعت کا معیار عمدہ۔

کسی مفکر، ادیب یا شاعر کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کیا جائے۔ زندگی کا ہر پہلو ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہوتا ہے کہ اگر اسے ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے تو انسان کی ساری شخصیت مسخ ہو کر رہ جاتی ہے اسی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ ہم کسی شخصیت کو جاننے کے لیے اس کی زندگی کے سارے گوشوں پر نگاہ رکھیں۔

علامہ اقبال کی ذات کو مختلف زاویوں سے دیکھا اور پرکھا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ بعض حضرات نے خوب دادِ تحقیق و تفہیم دی ہے لیکن علامہ مرحوم کی زندگی کا سیاسی پہلو ابھی گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگوں نے اگر اس طرف توجہ بھی کی تھی تو بڑی تشنہ اور نامکمل تھی۔ بعض حضرات نے تو صرف چند جملوں میں ہی علامہ کی سیاسی زندگی کی اہمیت کا ذکر کر کے چھوڑ دیا ہے۔ مرحوم کی زندگی کو مجموعی طور پر سمجھنے کے لیے اس چیز کی بڑی ضرورت تھی کہ ان کی سیاسی زندگی اور سیاسی

نقطۂ نظر سے مربوط ہو کر نظریات پر کماحقہٗ تفصیلی اور سیر حاصل بحث کی جائے۔ اس فریضہ کو جناب محمد احمد خاں صاحب نے بڑی خوبی سے ادا کیا ہے۔ گو اس تصنیف کو اس موضوع پر حرفِ آخر نہیں کہا جا سکتا لیکن فی الحال اس نے بڑی حد تک ایک خلا کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اُن کی یہ کوشش بڑی حد تک کامیاب ہے۔

فاضل مصنّف نے اقبال کے سیاسی رجحانات اور معتقدات کو ثابت کرنے کے لیے مرحوم کے خطوط سے خوب کام لیا ہے۔ کسی کے خیالات اور تصوّرات کو صحیح طریقے پر واضح اور ثابت کرنے کا اس سے زیادہ بہتر طریقہ نہیں ہو سکتا۔ ان خطوط میں علاّمہ مرحوم نے خود اپنے ذہن کی صاف صاف ترجمانی کر دی ہے۔ علاّمہ کے بعض مخالفین کے الزامات کے جوابات بھی انہیں خطوط کے ذریعے سے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ علامہ مرحوم کے ذہن میں ایک علیحدہ مسلم ریاست کا جو نقشہ اُبھرا تھا اور جس طرح درجہ بدرجہ اس کو تقویت اور استحکام حاصل ہوا، اس کو بھی فاضل مصنّف نے ان خطوط کے ذریعے سے بڑی حد تک ثابت اور واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ایک خط میں علاّمہ نے قائد اعظم کو لکھا تھا: "اس ملک میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ اور اس کا ارتقاء ایک یا ایک سے زائد مسلم مملکتوں کے قیام کے بغیر ممکن نہیں۔ کئی سال سے میرا یہ ایماندارانہ ایقان رہا ہے اور میں اب بھی مسلمانوں کے روٹی کے مسئلے کو حل کرنے اور ساتھ ہی ایک پُرامن ہندوستان حاصل کرنے کا اسی کو واحد طریقہ سمجھتا ہوں"

کتاب کی زبان بڑی سلجھی ہوئی، صاف اور سلیس ہے مصنّف نے اپنے مفہوم کو ہر جگہ بڑی صفائی سے ادا کیا ہے۔ اکثر مقامات پر ادبیت کی چاشنی بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اگرچہ بعض جگہوں پر یہ چیز کھٹکتی بھی ہے جہاں ادبیت کا اظہار کچھ مصنوعی رنگ اختیار کر گیا ہے۔ لیکن کتاب کی افادیت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔